آپ کے اپنے اصول، دوسروں کے نہیں

حقیقی وقار اس پر منحصر نہیں ہوتا کہ لوگ آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، بلکہ یہ اپنے اصولوں پر استقامت سے جینے کا نام ہے۔ جب بھی آپ کے اعمال آپ کی نظر میں 'درست' اقدار کے تابع ہوتے ہیں، آپ کی اپنی نظر میں آپ کی عزت خاموشی سے بڑھ جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ اعتراف یا ستائش کا معیار بدلتا رہتا ہے، مگر کردار کی پختگی (Integrity) قائم رہتی ہے۔ اپنے اصولوں کو تنہائی اور محفل، دونوں میں یکساں اپنائیں؛ یوں آپ ایک ایسی قدر کے حامل بن جائیں گے جسے کسی کی رائے نہ بڑھا سکے گی اور نہ گھٹا سکے گی۔

ایک بار میں نے بڑے وثوق سے کہا تھا، "ظاہری طور پر یہ جاننے کا واحد معروضی پیمانہ کہ کوئی شخص محبت، عزت، شفقت اور احترام کے لائق ہے یا نہیں، یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ لوگ اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں"۔

انہوں نے نظریں اٹھا کر درختوں کی جانب دیکھا اور کچھ دیر بعد سوال کیا، "اور جب ان لوگوں کے پیمانے بدل جائیں گے، تب کیا ہوگا؟"۔

میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

انہوں نے وضاحت کی کہ کردار کی پختگی کا آغاز ایک سادہ مگر چبھتے ہوئے سوال سے ہوتا ہے: کیا میرے اعمال میرے نظریات کے عکاس ہیں؟۔

انہوں نے کہا، "جب آپ جانتے ہوں کہ کوئی بات درست ہے، اور پھر بھی آپ اسے محض وقتی آرام، سہولت یا مفاد کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں، تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ دراڑ آپ کو اندر سے کمزور کر دیتی ہے"۔

میں نے اس کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی: "کبھی کبھی حالات لچک کا تقاضا کرتے ہیں"۔

انہوں نے جواب دیا، "لچک کا مطلب اصولوں سے انحراف نہیں ہے۔ لیکن عارضی فائدے کے لیے اپنے اصولوں پر سمجھوتہ کرنا یقیناً ان سے انحراف ہے"۔

انہوں نے واضح کیا کہ کردار کی پختگی (Integrity) محض تصوراتی مثالیت پسندی (Idealism) کا نام نہیں، بلکہ یہ مستقل مزاجی کا نام ہے۔ "کردار کی پختگی تب وجود میں آتی ہے، جب آپ کا فہم اور آپ کا عمل ایک ہی سمت میں گامزن ہوں"۔

توقف کے بعد انہوں نے اضافہ کیا، "اور وقار اسی ہم آہنگی سے جنم لیتا ہے"۔

میں نے ان سے پوچھا، "تو کیا وقار کا انحصار کردار کی پختگی پر ہے؟"۔

انہوں نے کہا، "مکمل طور پر"۔

انہوں نے سمجھایا کہ جب بھی کوئی انسان اپنے ضمیر کے مطابق درست عمل کرتا ہے، تو ایک غیر محسوس مگر طاقتور تبدیلی رونما ہوتی ہے: اس کی اپنی نظر میں اپنی عزت بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے نہیں کہ کسی نے تالیاں بجائیں یا کسی نے اسے نوٹس کیا، بلکہ اس لیے کہ آپ کا **اندرونی گواہ** —— جس سے آپ بھاگ نہیں سکتے —— اس نے آپ کے قول و فعل میں مطابقت درج کر لی ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا، "یہی وہ مقام ہے جہاں وقار اپنا مسکن بناتا ہے"۔

میں نے ایک عام تصور کا ذکر کیا، "مگر لوگ تو کہتے ہیں کہ وقار تب ملتا ہے جب آپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے"۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ وقار نہیں ہے۔ یہ تو صرف انا (Ego) کی تسکین ہے۔ یہ تو محض آرام ہے"۔

انہوں نے وضاحت کی کہ لوگ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں، یہ ان کے اپنے معیار کا عکس ہوتا ہے، ہمارا نہیں۔ کوئی شخص دولت کی بنیاد پر قدر و قیمت ناپتا ہے، تو کوئی سماجی رتبے سے، اور کوئی اپنی ضرورت اور فائدے سے۔ ہمارے ساتھ ان کا رویہ محض اس پیمانے کا اظہار ہوتا ہے جو وہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ "آپ ان کے معیار کو کنٹرول نہیں کر سکتے"۔

"تو پھر آپ انہیں اپنی قدر و قیمت متعین کرنے کا اختیار کیوں دیتے ہیں؟"۔

پھر انہوں نے ایک سادہ سی مثال دی: "جو شخص پیسے کی پرستش کرتا ہے، وہ دولت مند کی عزت کرے گا۔ جو شہرت کا پجاری ہے، وہ مشہور لوگوں کا مداح ہو گا۔ اگر کل آپ وہ چیز کھو دیں جس کی ان کی نظر میں اہمیت ہے، تو ان کا سلوک بھی بدل جائے گا۔ اب بتائیے، کیا آپ کا وقار بدل گیا یا ان کا ناپنے والا آلہ بے نقاب ہو گیا؟"۔

جواب بالکل واضح تھا۔

انہوں نے سمجھایا کہ بہت سے لوگ انجانے میں اپنی عزت نفس کا سودا کر لیتے ہیں۔ "وہ اسے اپنے افسران، شریکِ حیات، سامعین یا مداحوں کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ دوسروں کا ہر ردعمل، ہر لہجہ اور چہرے کا ہر تاثر ان کی اپنی اہمیت پر ایک ووٹ بن جاتا ہے"۔

"یہ تو بہت تھکا دینے والا عمل ہے،" میں نے کہا۔

"بالکل ہے،" انہوں نے اتفاق کیا، "اور غیر ضروری بھی"۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی خاتون کے بارے میں بتایا جس نے کام کی جگہ پر جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا تھا، حالانکہ جھوٹ بولنے سے اس کی زندگی آسان ہو سکتی تھی۔ اس کی تعریف نہیں کی گئی، بلکہ کچھ عرصے کے لیے اسے نظرانداز کر دیا گیا۔

انہوں نے کہا، "لیکن وہ روزانہ جب گھر جاتی، تو اس کا ضمیر مطمئن اور وہ خود اپنی نظر میں سرخرو ہوتی تھی۔ بعد میں، جب اس کے ساتھیوں کو کسی ایسے شخص کی ضرورت پڑی جس پر وہ بھروسہ کر سکیں، تو وہ اسی کی طرف بڑھے۔ کردار کی پختگی کا ثمر ضرور ملتا ہے، چاہے اعتراف میں دیر ہی کیوں نہ ہو جائے"۔

میں نے ان سے پوچھا، "پھر میرا معیار کیا ہونا چاہیے؟"۔

انہوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جواب دیا، "وہ اصول جنہیں آپ تب بھی درست مانتے ہوں جب کوئی آپ کو نہ دیکھ رہا ہو"۔

انہوں نے وضاحت کی کہ آپ کے معیار کا پتہ آپ کے نجی انتخاب سے چلتا ہے: کیا آپ اپنے وعدے پورے کرتے ہیں، کیا آپ تب بھی انصاف کرتے ہیں جب آپ فائدہ اٹھا سکتے ہوں، اور کیا آپ تب بھی سچائی کا انتخاب کرتے ہیں جب جھوٹ بولنا زیادہ آسان ہو؟۔

انہوں نے کہا، "ہر بار جب آپ اپنے عمل کو اصولوں کے سانچے میں ڈھالتے ہیں، تو آپ کا وقار بڑھتا ہے۔ خاموشی سے۔ مستقل بنیادوں پر"۔

بات ختم کرتے ہوئے انہوں نے ایک ایسی بات کہی جس نے میرے سوچنے کا زاویہ ہی بدل دیا۔

"لوگ ہمیشہ آپ کے ساتھ اپنے اقدار کے مطابق سلوک کریں گے۔ لیکن آپ کو اپنی زندگی اپنے اصولوں کے مطابق گزارنی چاہیے"۔

تب مجھے احساس ہوا کہ وقار وہ چیز نہیں جو دوسرے عطا کرتے ہیں۔ یہ وہ اثاثہ ہے جسے آپ خود تعمیر کرتے ہیں—اپنے ہر اس فیصلے سے جو آپ کے اصولوں کے عین مطابق ہو۔ اور جب آپ ایک بار یہ سمجھ لیتے ہیں، تو پھر کسی دوسرے کو یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں رہتا کہ آپ کون ہیں۔